دوسری چیز پاکستان سے ان کی محبت اور شیفتگی تھی اور یہ محبت محض وطن کی بنیاد پر نہ تھی بلکہ وہ پاکستان کو اسلام کا گھر اور قلعہ سمجھتے تھے اور مسجد کی طرح اس کی حفاظت اور خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے تھے۔

مولانا عبدالباریؒ کے عشق کا تیسرا مرکز ومحور کشمیر اور خصوصیت سے اس کی آزادی کی تحریک اور پاکستان سے اس کے الحاق کی خواہش اور کوشش تھی۔ یہ چیز ان کو اپنی زندگی سے بھی زیادہ عزیز تھی، اور میں نے ان کو اس سے کبھی ایک لمحے کے لیے بھی غافل نہ پایا خواہ اس کا تعلق کشمیر کاز کو سفارتی، سیاسی اور اخلاقی حمایت فراہم کرنا ہو یا جہادی قوت کو متحرک کرنا ہو کشمیر کی آزادی کے لیے ان کی خدمات ایک زریں مثال کا درجہ رکھتی ہیں۔

ان تینوں مقاصد کے حصول کے لیے انھوں نے اپنی زندگی کو وقف کر دیا اور اپنی اولاد اور اپنے دوستوں، ساتھیوں اور رفقا کو آمادہ اور متحرک کیا۔ یہ کام انھوں نے ہمت اور بالغ نظری سے انجام دیا۔ انھوں نے اپنے مقصد کے لیے جدوجہد کرنے کے باب میں بے پناہ جرأت کا مظاہرہ کیا۔ کتنا ہی مضبوط دشمن ہو اور راہ کی مشکلات کیسی ہی کٹھن کیوں نہ ہوں، وہ اپنے مشن کے لیے جدوجہد میں سرگرم رہے۔ وہ مخالفتوں کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند تھے۔ انھیں اپنے اللہ پر اور اپنے مشن کی صداقت پر بھروسا تھا اور یہی ان کی طاقت اور استقامت کا راز تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے اور انھیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین!

(۲)

محمد ایوب ٹھاکر مرحوم

۱۱ فروری ۲۰۰۴ء کو جب میں آکس برج کے ہسپتال میں برادرم حاشر فاروقی اور برادرم کمال ھلباوی کے ساتھ انتہائی نگہداشت کے شعبے میں اپنے عزیز بھائی اور تحریک آزادی کشمیر کے عظیم مجاہد ڈاکٹر ایوب ٹھاکر سے ملا، تو دل ایک خطرے کے احساس سے کانپ رہا تھا اور زبان ارض وسما کے مالک سے التجا کر رہی تھی کہ اسلام کے اس سپاہی کو نئی زندگی دے اور اس مقصد کے

حصول کی جدوجہد کے لیے مزید مہلت دے جس میں اس نے اپنی طالب علمی، اپنی جوانی اور اپنی پوری زندگی وقف کر دی تھی۔ ایوب ٹھاکر زبان سے کچھ کہنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے مگر اصرار کر کے کاغذ منگوایا اور کانپتے ہاتھوں سے مجھے گواہ بنا کر لکھا کہ میری زندگی کا مقصد اسلام، پاکستان اور تحریک آزادی کشمیر ہے--- آکسیجن لگی ہوئی تھی لیکن قلب و نگاہ انھی مقاصد پر مرکوز تھے۔ ہاں، یہ بھی لکھا کہ میرے بیٹے مزمل کا خیال رکھنا، اسے اس راہ میں آگے بڑھنے کے لیے تربیت اور رہنمائی کی ضرورت ہے۔

ایوب ٹھاکر مرحوم سے میری پہلی ملاقات ورلڈ اسمبلی آف مسلم یوتھ کے بنگلہ دیش میں منعقد ہونے والے ایک تربیتی کیمپ میں ۱۹۸۰ء میں ہوئی، جب وہ اسلامی جمعیت طلبہ کے ناظم اعلیٰ تھے اور سری نگر میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ اس نوجوان نے اپنے خلوص، اپنی فکری اصابت اور مقصد سے اپنی لگن کے باب میں مجھے تحریک آزادی کشمیر سے وابستہ کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اس سلسلے میں نوجوان ایوب ٹھاکر سے یہ پہلی ملاقات اہم سنگ میل ہے۔ ہم جتنے دن ساتھ رہے، ایک ہی موضوع ہماری گفتگو کا محور تھا--- کشمیر کے لیے کیا کیا جائے اور پاکستان اور عالمِ اسلام کو اس کے لیے کیسے متحرک کیا جائے؟ اس پہلی ملاقات ہی میں ان کا جو نقش دل و دماغ پر مرتسم ہوا وہ اقبال کے اس جوان کا تھا جس کے بارے میں انھوں نے کہا تھا ؎

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

یہ ایوب ٹھاکر اور ان جیسے نوجوان ہی تھے جنھوں نے مجھے یہ یقین دیا کہ کشمیر کے مسلمان بھارت کی غلامی پر کبھی قانع نہیں ہوں گے، اور ان شاء اللہ ایک دن ان زنجیروں کو توڑ کر رہیں گے جن میں انھیں پابند سلاسل کر دیا گیا ہے۔ ایوب ٹھاکر کا وژن بہت صاف اور نقشۂ راہ بالکل واضح تھا۔ انھوں نے خود اس پر چل کر کشمیر کی آزادی کی جدوجہد کو اپنے خون اور پسینے سے سینچا اور عالمی سطح پر کشمیر کاز کو پیش کرنے میں جتنی خدمت انجام دی وہ دوسری کسی جماعت، گروہ بلکہ مملکت کی خدمت سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ ایوب ٹھاکر کے وژن میں کشمیر کی آزادی، پاکستان

سے اس کی وابستگی اور صرف اسلام کی بالادستی' ایک ہی حقیقت کے تین روپ اور ایک ہی منزل کے تین نشان تھے۔ اس سلسلے میں' میں نے ان کو کبھی کسی کنفیوژن کا شکار نہیں پایا۔ جس قوم نے ایوب ٹھاکر جیسا نوجوان' مجاہد اور مفکر پیدا کیا وہ ان شاء اللہ کبھی غلام نہیں رہ سکتی --- آزادی اور عزت کی زندگی اس کا مقدر ہے' وقت جتنا بھی لگے!

ڈاکٹر ایوب ٹھاکر مرحوم مقبوضہ کشمیر کے قصبہ شوپیاں (اسلام آباد) میں ۱۹۴۹ء میں پیدا ہوئے۔ اسلامی جمعیت طلبہ جموں و کشمیر کے ناظم اعلیٰ رہے۔ کشمیر یونی ورسٹی سے نیوکلیر فزکس میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کر کے تدریس کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ سری نگر میں مسئلہ کشمیر پر ایک عالمی کانفرنس کے انعقاد کے 'جرم' میں گرفتار ہوئے اور ملازمت سے برطرف کیے گئے۔ ۱۹۸۱ء میں جدہ کی عبدالعزیز یونی ورسٹی میں استاد کی حیثیت سے ان کی تقرری ہوئی اور پھر وہاں انھوں نے پانچ سال خدمات انجام دیں جس کے بعد ۱۹۸۶ء میں انگلستان منتقل ہوگئے جہاں تن' من دھن سے آزادی کشمیر کی جدوجہد میں شب و روز مشغول ہوگئے۔ مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ میری ہی دعوت پر وہ انگلستان آئے' انٹرنیشنل سینٹر فار کشمیر اسٹڈیز قائم کیا' پھر ورلڈ کشمیر فریڈم موومنٹ کے بانی صدر بنے' مرسی انٹرنیشنل اور جسٹس فاؤنڈیشن انھی کی محنتوں کا ثمرہ تھے۔ انگلستان' یورپ اور پوری دنیا میں کشمیر کے مسئلے کو اجاگر کرنے کے لیے موثر خدمات انجام دیں۔ خود مقبوضہ کشمیر میں تحریک کو پروان چڑھانے اور مضبوط کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

وہ عالمی سطح پر تحریک کے دماغ تھے اور دست و بازو بھی خود ہی فراہم کرتے تھے۔ ہندستانی حکومت نے ایک جھوٹے مقدمے میں ان کو گھیر لیا تھا (جس میں مجرموں کی فہرست میں میرا نام بھی شامل تھا)' اور اسی بنیاد پر ان کا پاسپورٹ بھی ضبط کرلیا گیا تھا' نیز بی جے پی کے دور حکومت میں ایل کے اڈوانی ان کے بطور قیدی واپسی (repatriation) کے لیے ذاتی طور پر کوشش کرتا رہا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کی دسترس سے محفوظ رکھا۔ برطانیہ میں سیاسی' سفارتی اور علمی حلقوں میں انھوں نے بے پناہ کام کیا اور بڑی عزت کا مقام بنایا۔ مسلم کمیونٹی کو بھی متحرک کرنے میں ان کا بڑا کردار تھا۔ امریکہ' یورپ اور عرب دنیا' ہر جگہ انھوں نے تحریکِ آزادی کشمیر کو متحرک کیا اور اس کی قیادت کی ذمہ داریاں ادا کیں۔

ڈاکٹر ایوب ٹھاکر مرحوم بہت سلجھی ہوئی فکر کے حامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اعلیٰ ذہنی اور تنظیمی صلاحیتوں سے نوازا تھا جن کو انھوں نے اپنے مقصد کی خدمت کے لیے بھرپور انداز میں استعمال کیا۔ ادارہ سازی (institution making) کا بھی ان کو ملکہ حاصل تھا۔ وہ دوسروں کو ساتھ لے کر چلنے میں اپنی مثال آپ تھے۔ مقصد کے لیے قربانی اور اَن تھک محنت ان کی شخصیت کے دلآویز پہلو تھے۔ تحریکِ اسلامی کے وفادار سپاہی تھے اور نازک سے نازک وقت پر بھی ان کی وفاداری پر کوئی آنچ نہ آئی ع

یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے

اللہ تعالیٰ اپنی حکمتوں کو خود ہی خوب جانتا ہے اور اس کا ہر فیصلہ قبول، لیکن ایک پختہ کار انسان کی حیثیت سے ۵۵ سال کی عمر میں جدوجہد کے اس عالم میں جب کشتی بالکل منجدھار میں تھی، ان کا ۱۰ مارچ ۲۰۰۴ء کو رخصت ہو جانا، ایک ایسا نقصان ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا تھا اور ان کے رخصت ہو جانے سے ایک ایسا خلا واقع ہو گیا ہے جس کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ ؎

مصائب اور تھے پر دل کا جانا
عجب ایک سانحہ سا ہوگیا ہے

جس رب السمٰوٰت والارض نے یہ نعمت دی تھی، اس نے واپس لے لی ہے اور اس سے ہی دعا ہے کہ اس خلا کو پر کرے اور اس نقصان کی تلافی کا سامان بھی اپنے قبضۂ قدرت سے فرمائے اور اپنے اس مخلص اور وفادار بندے کی خدمات کو قبول فرمائے، اسے جنت الفردوس میں جگہ دے، اور جس مظلوم قوم کی آزادی کی جدوجہد میں اس نے اپنی جان آفریں کے سپرد کی اس قوم کی اس جدوجہد کو کامیاب فرمائے کہ اس کی خاطر لاکھوں جانیں تلف ہوگئی ہیں اور ہزاروں جوانیاں لُٹ گئی ہیں۔ میں نے ایوب ٹھاکر کو کبھی مایوس نہ پایا۔ وہ ہر حال میں اچھے مستقبل کی امید اور امنگ رکھتے تھے کہ ؎

گھبرائیں نہ ظلمت سے گزرنے والے
آغوش میں ہر شب کے سحر ہوتی ہے